ان کا مال مسلمانوں میں بانٹا جائے۔ یہ فیصلہ نافذ العمل ہوا۔

خلافت راشدہ میں خیبر سے یہود کا اخراج

فتح خیبر کے وقت یہودیوں کی خواہش پر جو صلح ہوئی اس کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خیبر میں رہنے دیا اور معاہدہ کرلیا کیونکہ یہودی خود کو زراعت اور نخلستان کا ماہر سمجھتے تھے۔ اس لیے ان کو زراعت و باغبانی کی ذمہ داری سونپی گئی اور اس کے عوض آدھی پیداوار دینا طے کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط پر معاملہ کیا کہ ہم جب چاہیں گے ان کو نکال دیں گے۔ (ابو داود ۴۰۹/۳)

یہود کی بدعہدی، رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایذا

۱۔ خیبر میں صلح کے چند روز بعد ہی ایک یہودی عورت زینب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ کی دعوت کی جس میں زہر آلود گوشت پیش کیا گیا۔ زینب نے اعتراف جرم کرلیا اس کے ساتھ کچھ دوسرے یہودی شریک تھے۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام خیبر کے دوران یہود نے ایک صحابی عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے لاش نہر کے کنارے پھینک دی۔ (اسد الغابہ ۱۷۹/۳)

۳۔ دور فاروقی میں وہ اعلانیہ بغاوت پر اتر آئے۔ جب حضرات ابن عمرؓ مقداد بن اسود اور زبیر بن العوام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کے لیے خیبر گئے تو یہودیوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر کوٹھے سے نیچے پھینک دیا جس سے ان کے ہاتھ ٹوٹ گئے۔ (ابن ہشام صفحہ ۷۸۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے یہود سے ان کے اموال پر معاملہ کیا تھا کہ ہم تم کو برقرار رکھیں گے جب تک اللہ تم کو برقرار رکھے گا"۔ (بخاری کتاب الشروط ۳۸۵/۵) اب ابن عمرؓ اپنی جائیداد پر وہاں گئے تو رات کو ان پر حملہ کیا گیا۔ اس وقت اس ملک میں ان کے ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے ہمارے وہی دشمن رہ گئے ہیں۔ اس لیے میری رائے میں انہیں جلاوطن کر دینا چاہئے۔ (بخاری شریف کتاب الشروط۔ ۳۸۵/۵)

تمام صحابہ کرام نے خلیفہ وقت کی رائے سے اتفاق کیا اور یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کر دیا۔ انہیں بیک بین دو گوش نہیں نکالا گیا جو اثاثے انہوں نے چھوڑے ان کا معاوضہ بیت المال سے ادا کیا گیا۔ سفر کے لیے اونٹ مع کجاوے دیے گئے۔ حتی کہ سامان باندھنے کی رسیاں بھی انہیں اسلامی حکومت نے مہیا کیں۔ یہ خیبر سے جلاوطن ہو کر یمن اور عراق جو ان دنوں سلطنت کسریٰ کے صوبے تھے جا کر آباد ہو گئے۔ ان میں سے کچھ طائف جا بسے۔

(جاری ہے)

اجنبی عورت سے مصافحہ کا مسئلہ

ابو عتیق عبید اللہ عبد اللہ

زمانہ جاہلیت میں اگر عورت کی زندگی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس صنف کے ساتھ کس قدر ناروا سلوک کیا جاتا تھا اور اس معاشرے میں ایک عورت کو صرف عورت ہونے کے جرم میں کن کن مصائب سے گزرنا پڑتا تھا۔عورت ہمیشہ ذلت وحقارت کی نذر رہتی تھی۔ پیدائش کے فوراً بعد زندہ درگزر کرنا' بصورت دیگر زندگی بھر ذلیل وحقیر بن کر رہنا اور میت کے ترکہ کے حقوق سے محرومی یہ ایسے کام تھے جو دور جاہلیت کی عورتوں کا مقدر بن چکے تھے۔

لیکن اسلام کا سنہرا دور آیا تو ان کو وہ مقام ومرتبہ دیا گیا جو ان کا صحیح حق تھا اور صنف نازک کے لائق تھا۔ایک مسلمان عورت کے صحیح مقام' مرتبے' فرائض اور ذمہ داریوں کا واضح تعین کیا گیا لیکن افسوس ہے کہ آج کل مسلمان صرف نام کے رہ گئے ہیں اور وہ اسلام کا اصل نظریہ بھول کر نئی تہذیب کو اخذ کرتے ہوئے کفار کی تقلید میں گھر گئے ہیں۔کافروں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان صرف نام کے رہ جائیں' غیرتِ اسلامی اور جذبہ ایمانی ان میں ذرہ برابر نہ ہو۔

کیا آپ نے کبھی اپنی اولاد کے لباس پر غور کیا ہے؟ غالباً نہیں۔ بچے آپ کو زبان سے نہیں شکل وصورت اور لباس و حلیے سے دعوت دے رہے ہیں کہ نئی تہذیب کے کرشمے دیکھنے ہوں تو ہمیں دیکھ لیں۔ بیٹے کا لباس ذرا دیکھیے شلوار یا پینٹ اتنی لمبی کہ ایڑیوں سے الجھ رہی ہے۔جبکہ بیٹی کہنیوں تک بازو والی چست لباس پہنے نیم عریاں نظر آرہی ہے۔**علی ھذا القیاس** رفتہ رفتہ کفار کے مخصوص آداب' تہذیب و تمدن اور طور طریقے کچھ اس طرح ہمارے معاشروں میں رائج ہونے لگے ہیں کہ ہم نے اسے کوئی عیب یا گناہ سمجھنا تو کجا بلکہ الٹا انہیں آداب واخلاق گردانا شروع کیا ہے۔

ہمارے معاشرے میں کہیں کہیں اس حد تک جاہلیت کے آثار ہنوز باقی ہیں کہ اجنبی عورت سے مصافحہ کرنے کو خوش خلقی اور عالی ظرفی سمجھتے ہیں جبکہ اس میں تردد اور ہچکچاہٹ سے کام لینے والے کو جاہل اور بداخلاق گردانا جاتا ہے۔کیا ہم نے قرآن وحدیث کی رو سے اجنبی عورت سے مصافحہ کرنے کے حکم کی تحقیق کر لی ہے؟ کیا جب کسی نامحرم عورت نے آپ کے ساتھ مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے اسے حکمت سے سمجھا کر مسئلہ کی حقیقت واضح کر دی ہے؟ اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو پھر آئندہ کے لیے پختہ عزم کی ضرورت ہے اور گزشتہ کے لیے توبہ کی' کیونکہ یہ کام شریعت کی رو سے سراسر ناجائز اور حرام ہے۔ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔شریعت اس کو منکر شمار کرتی ہے۔اگرچہ کسی معاشرے میں یہ رائج ہی کیوں نہ ہو!!

قبل اس کے کہ قرآن وحدیث سے اس کی حرمت کے دلائل اور وعید کا ذکر کیا جائے یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ **مصافحہ کسے کہتے ہیں۔**

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ننگی ہتھیلی کسی کی ننگی ہتھیلی سے ملانا مصافحہ کہلاتا ہے" (دیکھیے فتح الباری ۲۶/۱۱)

اب قرآن وحدیث اوراقوال سلف صالحین کی روشنی میں نامحرم عورت سے مصافحہ کی شرعی حیثیت ملاحظہ کیجیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**یا نساء النبی لستن کأحد من النساء إن اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض و قلن قولاً معروفا**﴾

''اے نبی کی بیویو! آپ عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں، اگر آپ پرہیزگاری اختیار کریں تو نرم لہجے سے بات نہ کریں، جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق ضروری کلام کرو'' ۔(**الاحزاب ۳۲/**)

یعنی تمہاری حیثیت اورمرتبہ عام عورتوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اللہ نے تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت کا شرف عطا فرمایا ہے جس کی وجہ سے تمہیں ایک امتیازی مقام حاصل ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح تمہیں بھی امت کے لیے نمونہ بننا ہے۔ آیت کے مخاطب اگرچہ امہات المومنین ہیں لیکن انداز بیان سے صاف واضح ہے کہ مقصد پوری امت مسلمہ کی عورتوں کو سمجھانا اور متنبہ کرنا ہے کیونکہ اسے ''تقویٰ'' کا تقاضا قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے یہ ہدایات تمام مسلمان عورتوں کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح عورت کی ذات کے اندر مردوں کے لیے جنسی کشش رکھی ہے (جس کی حفاظت کے لیے بھی خصوصی ہدایات دی گئی ہیں تاکہ عورت مرد کے لیے فتنے کا باعث نہ بنے) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نسوانی آواز میں بھی فطری طور پر دلکشی، نرمی اور نزاکت رکھی ہے جو مرد کو اپنی طرف مائل کرسکتی ہے بنابریں اس آواز کے متعلق بھی یہ ہدایت دی گئی کہ مردوں سے گفتگو کرتے وقت قصداً ایسا لب ولہجہ اختیار کرو کہ نرمی اور لطافت کی جگہ قدرے سختی اور روکھا پن ہو تاکہ کوئی بدباطن لہجے کی نرمی سے تمہاری طرف مائل نہ ہو اور اس کے دل میں برا خیال پیدا نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں نامحرم کے لیے نرمی گفتار سے منع کیا گیا ہے تاکہ طرفین میں سے کوئی فتنہ میں نہ پڑ جائے۔ جبکہ مصافحہ کرنا بدرجہ اولیٰ اس سے زیادہ سخت فتنے میں ڈالتی ہے۔ لہذا اس چیز کی ممانعت بھی کلام کی نسبت زیادہ ہے اور اس کا عقاب بھی زیادہ سخت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی اجنبی عورت کو چھوا ہی نہیں۔ حتی کہ بیعت جیسے عظیم الشان اور اہم کام کی ادائیگی کے موقع پر بھی آپ نے عورتوں سے مصافحہ نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "**ما مس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدا مرأۃ قط إلا أن یأخذ علیھا فإذا أخذ علیھا فأعطتہ قال: اذھبی فقد بایعتک**"(مسلم ۱۱/۱۳) ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اجنبی عورت کے ہاتھ کو چھوا نہیں جب اسلام کی بیعت لیتے تھے تو کلام کے ذریعے سے بیعت فرماتے تھے پھر ارشاد فرماتے تھے کہ چلی جائیے تحقیق میں نے تم سے بیعت لے لی ہے''۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی عورت سے بیعت جیسے اہم کام کے لیے بھی مصافحہ نہیں فرماتے تھے تو ہمیں بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کرنی چاہئے۔ اور ایک حدیث ملاحظہ کیجئے جس میں خوب وضاحت ہے۔ "**لا أمس أیدی النساء**"(ترمذی ۱۲۳/۲) ''یعنی میں عورتوں کے ہاتھ کو نہیں چھوتا''۔ ایک

اور جگہ وضاحت کے ساتھ فرمایا: "**انی لا أصافح النساء**" (ترمذی ۱۲۳/۶) "میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتا"۔

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں سے مصافحہ نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ آپ کا مصافحہ صرف مردوں تک خاص ہوا کرتا تھا، اسی لیے آپ کی سیرت میں یہ بات وضاحت کے ساتھ ثابت ہے کہ: "**کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یصافح النساء عندالبیعة وکان یصافح الرجال**" (التمہید ۳۴۸/۱۶) یعنی "اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت کے موقع پر عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے اور آپ ﷺ مردوں سے مصافحہ فرمایا کرتے تھے"۔

احادیث میں نامحرم عورت سے مصافحہ یا اس کے بدن کے کسی حصے سے بھی لمس کرنے والے کے بارے میں کس قدر وعید آئی ہے، اس کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے۔

عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: لأن یطعن فی رأس أحدکم بمخیط من حدید خیرله من أن یمس امرأة لا تحل له"

(الترغیب والترهیب للمنذری ٦٦/٣ و صححه الألبانی فی سلسلة الأحادیث الصحیحة رقم الحدیث ٥٢٩)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کسی کے سر پر لوہے کی سوئی گھونپ دی جائے تو وہ اس بات سے زیادہ اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ کسی اجنبی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں"۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اجنبی عورت کو چھونے کی ممانعت بیان ہوئی ہے اور اس سے مصافحہ کی حرمت کی بھی دلیل ملتی ہے کیونکہ مصافحہ میں مرد کا ہاتھ عورت کے ہاتھ سے لمس ہوتا ہے اور زیادہ فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اس زمانے میں بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

دوسری حدیث میں اس سے زیادہ وعید بیان ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابی هریرة رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال" **کتب علی ابن آدم نصیبه من الزنا مدرک ذٰلک لا محالة فالعینان زنا هما النظر والأذنان زنا هما الاستماع واللسان زناه الکلام والید زنا ها البطش والرجل زناها الخُطا والقلب یهوی و یتمنی و یصدق ذٰلک الفرج و یکذبه"** (مسلم مع النووی ٢٠٦/١٦)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ابن آدم پر زنا کا کچھ حصہ لکھ دیا گیا ہے اور وہ کسی صورت میں بھی اس حصے کو پا کر ہی رہے گا پس آنکھوں کا زنا (اجنبی عورت کی طرف) دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا لذت اندوزی کے لیے زنانہ آواز یا گانے کا سننا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے یعنی (معصیت کے بارے میں) اور ہاتھ کا زنا (کسی اجنبی عورت کے بدن کو) چھونا ہے اور ٹانگوں کا زنا (برائی کی طرف) چلنا ہے اور دل اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور تمنا کرتا ہے (یہ دل کا زنا ہے) اور فرج اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے"۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدم کی اولاد پر تقدیر میں زنا کا کچھ حصہ لکھ دیا گیا ہے ان میں سے بعض حقیقی ہے یعنی حرام فرج کا حرام فرج میں دخول اور ان میں سے بعض پر زنا کا اطلاق مجازی طور پر ہے جیسے اجنبی عورت کو شہوانی نظر سے دیکھنا یا زنا کے بارے میں کان لگانا یا ہاتھ کے ساتھ چھونا کہ اجنبی عورت کو ہاتھ لگائے یا تقبیل کرے یا زنا کی طرف چلے یا دیکھنے کے لیے چلے........(شرح نوی ۱۲/۲۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت سے ہاتھ ملانا حرام ہے کیونکہ شارع نے اس سے منع فرمایا ہے اور اسے زنا شمار کیا ہے۔لہذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس حرام کام سے اجتناب کرے۔

علامہ محمد الامین الشنقیطی رحمۃ اللہ علیہ آیت حجاب کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: ''جان لے کہ کسی بھی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی اجنبی عورت کے جسم کو چھوئے یا اس سے مصافحہ کرے اور اس کی دلیل کئی ایک امور ہیں:

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ میں ثابت ہے کہ آپ عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے جس کی وضاحت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی موقعوں پر فرمائی ہے۔ہم مسلمان چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کے پابند ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اجنبی عورتوں سے مصافحہ نہ کریں۔

۲۔ عورت کا وجود پورے کا پورا پردے کی چیز ہے اور اس پر پردہ کرنا واجب ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس پردہ کی چیز کی طرف دیکھنے سے منع فرماتے ہوئے ہمیں نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا تاکہ فتنہ سے محفوظ رہ سکیں: ﴿**قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم**﴾ (النور ۳۰) اور ہر انسان اس بات کو جانتا ہے کہ بدن سے بدن کا چھونا یعنی (ہاتھ ملانا) تحریک شہوت کے لیے دیکھنے سے زیادہ مؤثر ہے لہذا یہ من باب اولیٰ ممنوع ہے۔

۳۔ اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا' اس سے لذت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔خاص کر اس دور میں جب لوگوں میں تقویٰ کا فقدان اور امانت کی کمی ہے تو حق یہی ہے کہ فتنہ' شکوک وشبہات اور ان کے اسباب سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے اور یہ بات یاد رہے کہ فتنہ وفساد میں پڑنے کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا اور اس کے بدن کو چھونا ہے۔(اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن 602/6)

عصر حاضر کے علامہ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''اسلام نے غیر محرم عورتوں کا مردوں سے مصافحہ کرنا اس لیے حرام قرار دیا ہے کہ اجنبی عورتوں کو چھونا بڑے فتنوں میں سے ایک فتنہ ہے اور ہر وہ چیز جو فتنوں کا سبب ہو شرع نے اس سے منع کیا ہے اسی لیے فساد سے بچنے کی خاطر شریعت نے نظریں جھکا کر رکھنے کا حکم دیا ہے'' (فتویٰ برائے خواتین ص 197)